انسانی جان اور جسم کے خلاف جرائم کی سزا

اسلامی قانون میں

(۵)

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر (ترجمہ: معروف شاہ شیرازی)

قتل سے کم درجے کی جسمانی مضرت

اس سے قبل صرف ان جرائم سے بحث کی گئی ہے جن کے نتیجے میں موت واقع ہو جاتی ہے، خواہ ان کا ارتکاب عمداً کیا گیا ہو یا خطاءً۔ اب ہم ان جرائم سے بحث کریں گے جن کے نتیجے میں موت واقع نہیں ہوتی۔ فقہاء نے ایسے جرائم کی چار اقسام بتائی ہیں:

۱۔ اعضائے جسم کا کاٹ پھینکنا، یا جو اس کے حکم میں ہو۔

۲۔ کسی عضو کی ظاہری شکل باقی رہتے ہوئے، اس کی افادیت اور کارکردگی کا ختم کرنا۔

۳۔ شجاج (SKULE FRACTURE) یعنی سر پھوڑنا۔

۴۔ زخمی کرنا۔

ان میں سے پہلی دو قسمیں، اپنی حقیقت کے اعتبار سے چونکہ ایک ہی ہیں اس لیے میں ایک ہی جگہ دونوں پر بحث کروں گا۔ کیونکہ کسی عضو کا کاٹ دینا اور اس کے منافع کا جاتے رہنا، دونوں صورتوں میں نقصان برابر ہے۔ البتہ شجاج (سر پھوڑنے) اور دوسرے زخموں (جرح) پر علیحدہ علیحدہ بحث ہوگی۔

اس بات کے پیش نظر کہ بالارادہ (قصداً) کیے جانے والے جرائم کے ضمن میں، مَیں نے اکثر و بیشتر ان صورتوں کا ذکر کیا ہے جن میں قصاص واجب نہیں ہوتا اور اکثر اوقات ان حالات میں وہی احکام ہوتے ہیں جو بلا ارادہ (خطاءً)

ارتکاب کی صورت میں ان جرائم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ مال جو دیت یا معاوضے میں واجب ہوتا ہے۔ یہاں میں نے یہ مناسب سمجھا کہ جن جرائم میں قصاص نہیں ہوتا اور جن کا ارتکاب بطور خطا ہوا ہو، ان تمام جنتوں میں، ان کا ایک ہی جگہ ذکر کیا جائے۔

لیکن ان اقسام پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنے سے قبل میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ قتل سے کم درجے کی جسمانی مضرت کی شکل میں نفاذ قصاص کی شرائط کا ذکر بھی کر دوں۔ کیونکہ ان شرائط کا تعلق اس قسم کے جرائم کی تمام اقسام سے ہے۔

ایسے جرائم میں نفاذ قصاص کی شرائط

چونکہ قتل سے کم تر درجے کے جرائم میں قصاص کی سزا اسی اصول کے مطابق ہوتی ہے جیسے قتلِ نفس میں ہوتی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ جرم اور سزا کے درمیان پوری پوری مساوات ہو۔ لہٰذا مجرم کو اسی قدر سزا دی جائے گی، جس قدر اس نے شخص متضرر کو نقصان پہنچایا۔ چنانچہ قتل کی صورت میں نفاذِ قصاص کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، قتل سے کم درجے کی بالارادہ جسمانی مضرتوں میں بھی فی الجملہ ان کا پایا جانا ضروری ہے۔

مثلاً یہ کہ مجرم عاقل، بالغ، خود مختار اور عمداً اس فعل کا ارادہ کرنے والا ہو اور شخص متضرر ہر لحاظ سے معصوم الدم ہو۔ مجرم کا جزد (اولاد) نہ ہو اور جرم اور ضرر کا وقوع براہ راست ہوا ہو۔ ان شرائط پر اس سے قبل ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں[1]۔

قتل کے جرم میں قصاص چونکہ مجرم کی موت پر منتج ہوتا ہے، اس لیے اس بات کا سرے سے موقع ہی نہیں رہتا کہ اس کے نفاذ سے مجرم کو کچھ مزید نقصان بھی پہنچے گا۔ یا اس میں کسی قسم کی زیادتی ہو جائے گی۔ لیکن

---

[1] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۷ اور اس میں ہے: "ان میں سے بعض شرائط وہ ہیں جو نفس انسانی اور اس سے کم درجے کے دوسرے جرائم کو بھی شامل ہیں۔ مثلاً یہ کہ مجرم عاقل، بالغ، خود مختار اور عمداً فعل کا ارتکاب کرنے والا ہو اور شخص متضرر ہر لحاظ سے معصوم الدم ہو۔ مجرم کا جزد (اولاد) اور مملوک نہ ہو اور یہ کہ جرم کا وقوع براہ راست ہوا ہو"۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد، ج ۲ ص ۳۳۹ اور اس کے بعد — الاحکام السلطانیہ، الماوردی ص ۲۲۱۔ الاحکام السلطانیہ، ابو یعلیٰ، ص ۲۶۰ — المغنی ابن قدامہ، ج ۹ ص ۴۱۶۔

قتل سے کم درجے کی مضرتوں میں قصاص کے نفاذ کی صورت حال اس سے سراسر مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں پیش نظر صرف ایک عضو کو کاٹنا یا ایک خاص مقدار کا زخم کرنا ہوتا ہے۔ اور مجرم کو قتل کرنا مطلوب نہیں ہوتا جسم انسانی ایک مربوط وحدت اور اکائی ہوتی ہے۔ اور اس بات کا امکان رہتا ہے کہ اجرائے قصاص سے جسم کے کچھ دوسرے اعضاء متاثر ہو جائیں، یا مجرم کی جان ہی چلی جائے۔ حالانکہ نفاذ قصاص کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ مجرم کو اسی قدر نقصان پہنچایا جائے جس قدر اس کے جرم کا تقاضا ہے۔ اس میں کمی بیشی نہ ہو تاکہ قصاص کی وجہ سے مجرم پر ظلم نہ ہو اور اسے کوئی ایسی سزا نہ دے دی جائے جس کے مقابلے کا جرم نہ ہو یا وہ نقصان اس جرم میں شامل نہ ہو، جس کی وجہ سے قصاص واجب ہوا۔ اس لیے فقہاء نے بعض ایسی شرائط بھی بیان کی ہیں جن کا تعلق قتل سے کم درجے کی جسمانی مضرتوں سے ہے۔ ان میں سے اہم شرائط یہ ہیں کہ جرم و سزا میں مماثلت ہو اور اس بات کا امکان موجود ہو کہ مجرم نے متضرر کو جو نقصان پہنچایا ہے، بعینہٖ وہی نقصان مجرم کو پہنچایا جا سکے، یعنی مماثلت پوری طرح ممکن ہو۔

۱۔ مماثلت کا مفہوم یہ ہے کہ جرم کے نتیجے میں جو ضرر واقع ہوا، سزا کے نتیجے میں واقع ہونے والا ضرر اس کے مماثل ہو۔ کیونکہ اعضائے جسم کے مواقع اور منافع مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا ناک کے بدلے آنکھ نہ نکالی جائے گی، دائیں کے بدلے بایاں نہ کاٹا جائے گا اور نہ بائیں کے بدلے دایاں، نہ اوپر کا دانت نچلے کے بدلے اور نہ اس کے برعکس۔ بلکہ دائیں کے بدلے دایاں، بائیں کے بدلے بایاں، اوپر کے دانت کے بدلے اُوپر کا دانت، نچلے دانت کے بدلے نچلا دانت نکالا جائے گا۔

۲۔ اور مماثلتِ تامہ کا مفہوم یہ ہے کہ مجرم کو اس کے فعل جیسا نقصان پُورے کا پُورا پہنچانا ممکن ہو اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے کہ جب کسی عضو کو جوڑ سے کاٹا جائے۔ یا یہ کہ اس کی ایک حد مقرر ہو۔ ان دونوں شرائط کے التزام کے بعد کسی قسم کے ظلم اور تعدی کا امکان نہیں رہتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مدعا پُورا ہو جاتا ہے اَلْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔ لیکن اگر مماثلت نہ ہو یا جُرم کے مطابق پُوری سزا کا نفاذ ممکن نہ ہو تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔[1]

---

[1] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۷۔ اس میں لکھتے ہیں: جن اعضاء سے صدورِ جُرم ہوا اور جن پر وقوعِ سزا ہوا ان کے ۲

جیسا کہ بعد میں ہم بالتفصیل بتائیں گے، فقہاء کے درمیان قصاص کے بعض مسائل میں اختلافات ضرور واقع ہوئے ہیں لیکن یہ اختلافات ان شرائط کے متعلق نہیں جن کا وجود نفاذِ سزا کے لیے ضروری ہے، بلکہ اختلافات بعض جزئی مسائل کے بارے میں ہیں۔ مثلاً زبان کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ ایک فریق یہ کہتا ہے کہ زبان کاٹ دینے کی صورت میں قصاص کا نفاذ ہوگا اور دوسرا فریق اس طرف گیا ہے کہ اس میں قصاص نہ ہوگا۔ جو حضرات قصاص کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ زبان کی ایک مضبوط جڑ ہے لہٰذا اُسے جوڑ سمجھا جائے گا۔ اور یہ بات ممکن ہو گی کہ مجرم نے جس قدر زبان کاٹی ہے اُسی قدر مکمل بدلہ اس سے لیا جا سکے۔ لیکن جو لوگ قصاص کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ زبان سکڑتی پھیلتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس بات کا امکان

۵۔ درمیان افعال و منافع کی مماثلت ضروری ہے۔ نیز دونوں کا تاوان ایک جیسا ہونا چاہیے، کیونکہ قتل سے کم درجے کے جرائم میں جرم و سزا کے درمیان حتی المقدور مماثلت ضروری ہے اور مماثلت نہ رہنے سے قصاص کا وجوب ختم ہو جاتا ہے تب۔ اس میں انہوں نے ان دلائلِ عقل و نقل کا ذکر بھی کیا ہے جن کی وجہ سے مماثلت ضروری ہے۔ مثلاً آیت: اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ " جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لیے برابر کا بدلہ (مائدہ ۵: ۴۵) اور آیت وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ " اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں دی گئی" اور دوسری آیت: مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا " جس نے کسی برائی کا ارتکاب کیا، تو اسے اس کے مماثل ہی سزا دی جائے"۔ نیز یہ کہ قتل سے کم تر درجے کے جرائم کے نتیجے میں جو نقصان ہوتا ہے، اس کی نوعیت مالی نقصان جیسی ہے لہٰذا جرم و سزا میں مماثلت ضروری ہو گی جیسا کہ مالی مضرت میں ضروری ہوتی ہے۔ الکاسانی نے یہاں استیفائے مثل کے امکان سے بھی بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:

" یہ کہ جرم کے مماثل سزا کا اجراء ممکن ہو۔ کیونکہ اگر جرم کے مماثل سزا کا اجراء ہی ممکن نہ ہو تو لازماً قصاص کا اجرا ممکن نہ رہے گا۔ لہٰذا وہ واجب نہ رہے گا"۔ تبیین الحقائق شرح کنز، ج ۶ ص ۱۱۱۔

نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج، ج ۷، ص ۲۸ اور اس کا مابعد۔ کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۳ ص ۳، ۴ اور اس کا مابعد۔

نہیں ہے کہ مجرم نے جس قدر زبان کاٹی، اسی قدر اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ بہر حال فریقین کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ قصاص تب ہی جاری ہو گا جب پورا پورا بدلہ لیا جا سکتا ہو۔ ان کے نزدیک اس شرط کے وجوب میں اختلاف نہیں ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ زبان میں یہ شرط پائی جاتی ہے یا نہیں۔ دوسرے اعضاء جن کے بارے میں اختلاف ہوا، اس کی نوعیت بھی بعینہٖ ایسی ہی ہے جیسا کہ زبان کے بارے میں بیان ہوا۔

کیا ایک کے بدلے متعدد اعضاء کاٹے جائیں گے؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ قتل سے کم درجے کے جرائم میں اگر مجرم متعدد ہوں تو کیا سب پر قصاص کی سزا نافذ ہو گی؟ بعض فقہاء نے اس مسئلے میں قتل اور قتل سے کم درجے کے جرائم قصاص کے حکم میں فرق کیا ہے۔

ظاہر یہ کہتے ہیں دو یا اس سے زیادہ ہاتھ ایک ہاتھ کے بدلے میں نہ کاٹے جائیں گے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک ہاتھ کے بدلے متعدد ہاتھ بھی کاٹے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے نزدیک ایک جان کے بدلے متعدد جانیں لی جا سکتی ہیں۔ لیکن حنفیہ نے قتل اور اس سے کم تر درجے کے جرائم قصاص کے حکم میں اس پہلو سے فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عضو کے بدلے متعدد اعضاء نہ کاٹے جائیں گے جبکہ ایک جان کے بدلے ان کے نزدیک بھی متعدد جانیں لی جائیں گی۔

جو لوگ قتل سے کم درجے کے جرائم قصاص میں مجرمین کے تعدد کی صورت میں نفاذِ قصاص کے قائل نہیں ہیں ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ قتل سے کم درجے کے جرائم میں نفاذِ قصاص کے لیے مماثلت واجب ہے۔ لیکن ایک ہاتھ کے مقابلے میں متعدد ہاتھ کاٹنے میں مماثلت نہیں ہے۔ کیونکہ دو یا اس سے زیادہ ہاتھ ایک ہاتھ کا مثل نہیں بن سکتے۔ اور یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ دونوں مجرمین میں سے ہر ایک نے ہاتھ کا ایک حصہ کاٹا ہو، اس لیے کہ ہاتھ کے حصے کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن قتل کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ کیونکہ قتل (یعنی جسم سے جان نکلنے) کو اجزاء میں منقسم نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں ہاتھ کے ایک حصے کے بدلے پورے ہاتھ کا کاٹنا مماثلت کے خلاف ہے۔ حالانکہ مماثلت از روئے نص واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: العین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص ”آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے

بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں میں برابر کا بدلہ۔" اسی طرح کی دوسری آیات پہلے حاشیے میں نقل ہو چکیں۔

۲۔ یہ کہ قتل سے کم درجے کے جرائم قصاص کو قتل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ قتلِ نفس میں مساوات معتبر نہیں ہے۔ وہاں مریض کے بدلے صحیح الجسم قتل ہوتا ہے اور سلیم الجسم کے بدلے ناقص الاعضا مارا جاتا ہے۔

۳۔ قتل کے ارتکاب میں متعدد مجرمین بالعموم شریک ہو جایا کرتے ہیں، لیکن قتل سے کم درجے کے جرائم میں اشتراکِ عمل کم ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں حالتوں کے حکم میں اختلاف واجب ہو جاتا ہے۔

۴۔ قتل سے کم درجے کے جرائم قصاص مالی نقصان کا درجہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان میں مکمل مماثلت ملحوظ رکھی جائے گی جیسا کہ دوسری مالی مضرتوں میں رکھی جاتی ہے۔

اور جو لوگ مجرمین کے تعدد کی صورت میں، قتل سے کم درجے کے جرائم قصاص میں بھی ایک کے بدلے متعدد اعضاء کے کاٹے جانے کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے دو افراد نے ایک شخص کے خلاف چوری کی گواہی دی۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس کے بعد انہی دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ہم نے سابقہ گواہی میں غلطی کی ہے۔ اصل چور وہ شخص نہ تھا بلکہ یہ دوسرا شخص ہے۔ آپ نے دوسرے شخص کے خلاف ان کی گواہی مسترد کر دی اور ان پر پہلے شخص کے سبب تاوان عاید کیا۔ اور کہا کہ اگر مجھے اس بات کا علم ہو کہ تم لوگوں نے جان بوجھ کر اس کے خلاف غلط شہادت دی ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کاٹ دیتا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک ہاتھ کے بدلے متعدد ہاتھ کاٹنے کے قائل تھے۔

۲۔ یہ کہ جرائم قصاص کی دو قسمیں ہیں، قتل اور اس سے کم تر درجے کے جرائم۔ اگر قتل میں ایک کے بدلے متعدد جانیں لی جاتی ہیں تو کم درجے کے جرائم میں بھی ایک کے بدلے متعدد افراد پر سزا نافذ ہو گی۔[1]

میں سمجھتا ہوں کہ جرم قتل اور کم درجے کے جرائم کی نوعیت ایک ہی ہے لہٰذا دونوں میں ایک منفرد کے بدلے متعدد مجرمین پر سزا نافذ ہو گی۔ ایک تو ان دلائل کی بنا پر جو اس رائے کے قائلین دیتے ہیں اور

[1] البدائع، الکاسانی، ج ۷، ص ۲۹۷-۲۹۹۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابن رشد، ج ۲ ص ۳۳۹۔ القصاص فی الشریعۃ الاسلامیہ، ڈاکٹر احمد محمد ابراہیم، ص ۱۵۲ اور اس کے بعد۔

دوسرے اس لیے کہ نفس کے علاوہ دوسرے اعضاء کی حیثیت مال کی طرح نہیں ہے، جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے۔ لہٰذا ان کے احکام مالی مضرت کی طرح نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اعضائے جسم بہرحال جسم کا جزو ہیں۔ نیز یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ مجرمین کے تعدد کی صورت میں اکثر اوقات لوگ قصاص کی سزا سے بچ نکلیں گے۔ کیونکہ مجرمین کے لیے یہ آسان ہوگا کہ وہ تعدد کو بچاؤ کی حیثیت سے استعمال کریں، جیسا کہ قتل کی صورت میں اکثر اوقات ہوتا ہے۔

لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ متعدد مجرمین میں ہر ایک کے انفرادی فعل کی علیحدہ نشان دہی ممکن نہ ہو۔ اور انہوں نے جرم کا ارتکاب بالاتفاق اور یکبارگی کیا ہو۔ لیکن اگر یہ صورت نہ ہو، اور ہر ایک کا فعل علیحدہ معلوم و متشخص ہو جائے تو ہر ایک کو اس کے فعل کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب مصباح الاسلام فاروقی کی ایک اور کاوش

انگریزی پمفلٹ

INTRODUCING MAUDUDI

عصری تاریخ اور سیاسیات کے طلبہ کے لیے بالخصوص اہم

صفحات : ۵۶ قیمت : ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

ادارۂ مطبوعات طلبہ ۶-۴/۲ لسبیلہ مارکٹ کراچی